احسن قول، عقیدہ اور عمل اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍نومبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ سورۃ حٰمٓ السجدۃ میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰمٓ السجدۃ:۳۴) اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی۔ اسی کی بات سب سے اچھی ہے جو اللہ کی طرف سب کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق صالح عمل کرتا ہے اور (قَالَ) کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

یہاں فرمایا کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا قول کے لحاظ سے سب اچھا وہ ہے۔ عربی زبان میں ’قول‘ کا لفظ مختلف معانی میں بولا جاتا ہے۔ مفردات راغب نے دس پندرہ معنی اس کے کئے ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر وہ معنی درست استعمال ہوئے قرآن کریم میں۔

یہاں جو معنی لگتے ہیں، جو مفردات راغب نے بھی کئے ہیں، یہ ہیں کہ اس سے مراد صرف زبان کا اعلان بعض دفعہ نہیں ہوتا یعنی ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ صرف زبان سے اعلان کرنا، بیان کرنا، کہنا یہ مراد نہیں۔ اس سے مراد صرف زبان کا اعلان ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ مراد بھی ہوتی ہے اِذَا كَانَ مَعَهٗ اِعْتِقَادٌ وَّ عَمَلٌ کہ اس زبان کے بیان کے ساتھ عقیدہ بھی اسی کے مطابق ہو جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور عمل صالح بھی اسی کے مطابق ہوں جن کا تعلق

جوارح کے ساتھ ہے۔ جب زبان کے اعلان کے ساتھ دل کا اعتقاد اور اس کے مطابق عمل ہو تو اس معنی میں ’قول‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہاں اسی معنی میں قول کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ اعلان کیا کہ سب سے اچھا قول وہ ہے جو زبان، عقیدہ اور عمل سے ہو کہ جس سے دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ ایسا قائل یعنی ایسی بات کہنے والا جو اس کے مطابق عقیدہ بھی رکھتا ہے عمل بھی کرتا ہے دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ اللہ کی طرف بلاتا ہے یا دعوت دیتا ہے۔

اللہ کی طرف بلانا۔ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ جو ہے اس کے دو اصولی معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کے لئے لوگوں کو آواز دیتا ہے کہ ہر قسم کے شرک کو چھوڑ و اور اپنے ربّ کریم کی طرف واپس آؤ۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ ایسا شخص عرفان ذات و صفات باری رکھتا ہو یعنی جب تک کوئی شخص خود اللہ تعالیٰ کی صفات کو پہچانتا نہ ہو اور اس کی صفات کی شناخت نہ رکھتا ہو کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے بلا سکتا ہے۔

اس کے نتیجے میں بہت سی خرابیاں بھی پیدا ہو گئیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات (وہ توحید خالص جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے) جو ہے وہ ہر قسم کی برائی اور نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ یعنی ایک صفات اس کی ہیں ایسی جن سے اس کی سبوحیّت اور تقدّس ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے ہمیں پتا لگتا ہے کہ اس قسم کے جلوے خدا تعالیٰ کی ذات سے ظاہر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ پاک ہے مثلاً وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پاک ہے وہ۔ اس کو بھی قرآن کریم نے بڑا کھول کے بیان کیا ہے اور میں سوچ رہا تھا تو بہت سارے پہلو اس کے قرآن کریم میں مجھے نظر آئے وہ کسی اور خطبے میں میں بیان کر دوں گا۔ وہ بھی بڑا دلچسپ مضمون بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچاننا اور شناخت کرنا اس معنی میں (دو چیزیں ہیں وہ بھی ساتھ بیان کر دوں) بھی کہ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے اور اس معنی میں بھی کہ اس کی ذات ہر قسم کے عیب اور نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ وہ قدّوس ہے۔ سرچشمہ ہے پاکیزگی کا۔ کوئی برائی اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی دماغ ایسا سوچے تو شیطان اس کو اس کی راہنمائی کرنے والا ہے۔ قرآن کریم اس کی راہنمائی کرنے والا نہیں

تو ایک معنی دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ کے یہ ہیں کہ توحید خالص کی طرف وہ بلاتا ہے جس کے لئے

ضروری ہے کہ اس کا اپنا عقیدہ (مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا میں یہ بھی آیا تھا نا، اس کی میں وضاحت کر رہا ہوں) بھی پاک ہو، صحیح ہو، سچا ہو، قرآن کریم کے مطابق ہو، اللہ تعالیٰ کی قدّوسیّت کے عین مطابق ہو اور اس کی طرف وہ بلا رہا ہو۔ صرف یہ کہہ دینا یا یہ دُنیا کو آواز دینا کہ خدا کی طرف آؤ، کافی نہیں کیوں ہر انسان کہے گا کس قسم کے خدا کی طرف تم بلاتے ہو۔ کیا اس خدا کے تصور کی طرف جو بعض انسانوں نے اپنے ذہن میں یہ رکھا کہ وہ ظالم ہے۔ کیا اس خدا کی طرف بلاتے ہو کہ بعض انسانوں کے ذہنوں میں یہ ہے کہ وہ لڑکوں کو پیدا کرتا ہے اور لڑکیوں کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے کیا اس خدا کی طرف؟ جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جزا دیتا ہے، سزا دینے والا کوئی اور ہے کس خدا کی طرف بلاتے ہو تم؟ اس خدا کی طرف جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کیا' اس تصور کو اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہر عیب سے پاک اور تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔ پھر بیسیوں آگے تفاصیل ہیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

اور دوسرے دَعَآ اِلَی اللّٰهِ کے یہ معنی ہیں کہ اس بات کی طرف بلاتے ہیں کہ اگر اپنی خیر چاہتے ہو اس معنی میں کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ تم دین اور دنیا میں ترقی کرو تو اس اللہ کی طرف آؤ جو حقیقی ربّ ہے کہ اس کے علاوہ دنیا کی کوئی ہستی ربوبیت نہیں کر سکتی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور وعدہ دیا۔ چھوڑا نہیں۔ ہر فرد ہے جو بنی نوع انسان کو، اس میں بہت سی قوتیں اور استعدادیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا بڑی قوتیں اور استعدادیں دیں اور پھر چھوڑ دیا کہ جاؤ اور اپنے زور بازو اور اپنی عقل سے دین و دنیا کی ترقیات کو حاصل کرو۔ اسلام ہمیں یہ نہیں بتاتا۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور ہر قسم کی استعدادیں اور صلاحیتیں تمہیں عطا کیں لیکن تم ان استعدادوں اور صلاحیتوں کی صحیح نشوونما اور صحیح راہوں پر چل کے جو نشوونما ہو سکتی ہے وہ خود نہیں کر سکتے جب تک تمہارا زندہ تعلق ربوبیت ربّ کریم سے نہ ہو، جب تک وہ خود تمہارا ربّ تمہاری ربوبیت کرنے والا نہ ہو۔ تو بلاتے ہیں اس طرف کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، دینی دنیوی خوشحالی چاہتے ہو، دینی دنیوی عزتیں چاہتے ہو، دینی دنیوی سکون اور آرام چاہتے ہو تو اپنے ربّ کی طرف آؤ۔ وہ تمہیں دے گا۔

اور ربوبیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بتایا کہ ربوبیت کے لئے اس نے

ہدایت نازل کی۔ ہدایت نازل کی آدمؑ کے ذریعہ سے بھی اس وقت کے لوگوں کے لئے۔ ہر نبی جو شریعت لایا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی بھلائی کے لئے ہدایت نامہ لے کر آیا اور وہ جو نبی کامل تھا وہ کامل شریعت لے کے آ گیا' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب اس ہدایت کے دائرہ سے باہر کھڑے ہو کر تم اپنے ربّ کی ربوبیت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے جس ربّ نے اس ہدایت کو تمہاری بھلائی کے لئے نازل کیا ہے۔ یعنی اگر تم اس کا کہنا نہیں مانو گے، اس کی بتائی ہوئی راہوں پر نہیں چلو گے، ان راہوں پر چل کر اس سے زندہ تعلق قائم نہیں کرو گے اور ہر آن اور ہر لحظہ اس سے برکتیں حاصل کر کے اپنی نشو ونما اور سکون اور راحت کے سامان پیدا نہیں کرو گے تو ہدایت اپنی جگہ رہے گی، وہ ربّ اپنی جگہ رہے گا اور تمہاری محرومیت اپنی جگہ رہے گی۔ پھر بھی تم محروم رہو گے۔

تو دَعَآ اِلَی اللّٰهِ سب سے احسن قول' عقیدہ اور عمل اس شخص کا ہے جو بلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی صحیح صفات جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں اور اس کی ذات کی عظمت کی طرف لوگوں کو۔ صحیح توحید، خالص توحید وہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لئے اس نے' اپنی بھلائی کے لئے بھی اور دوسروں کی بھلائی کے لئے بھی' اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی۔

اور وہ بلاتا ہے (دَعَآ اِلَی اللّٰهِ) لوگوں کو اس امر کی طرف کہ خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبردار مسلم بن جاؤ۔ مسلم کے معنی ہی ہیں کامل فرمانبردار بن جاؤ۔

اور کامل فرمانبرداری کس کی؟ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى (الانعام:۷۲) اس ہدایت کی کامل اطاعت کرو، ہر حکم کی جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی کے لئے نازل کیا ہے۔ ہر اس چیز سے بچو جس کے بچنے کا اس نے تمہیں کہا ہے سختی کے ساتھ۔ یہ نہیں کرنہ کرنواہی جو ہیں۔ اسی لئے سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى راہنمائی۔ راہنمائی کیوں ہوتی ہے؟ راہنمائی ہوتی ہے۔ بھولا بھٹکا ہے اس کو ہدایت کی ضرورت ہے۔ اس کو راہنمائی کی ضرورت ہے۔ یہاں ربوہ میں بھی بہت سے آ جاتے ہیں اور آپ میں سے کسی کو پوچھتے ہیں ہم نے فلاں جگہ جانا ہے۔ ایک دوست ہمارا رہتا ہے اس کا راستہ کہاں ہے؟ یہ اللہ کی ہدایت کامل ہدایت انسانوں کی تمام صلاحیتوں کی صحیح، خالص اور پوری نشو ونما کرنے والی جو

ہدایت ہے یہ سوائے اللہ کے جو انسان کو جانتا اور پہچانتا ہے اس لئے کہ وہ خالق ہے اور کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ میں تو آپ کو نہیں جانتا نہ مجھے آپ کے اندرونے کا پتا۔ نہ مجھے آپ کے خیالات کا پتا۔ نہ مجھے آپ کے اخلاق کا پتا۔ نہ مجھے آپ کی دلچسپیوں کا پتا۔ نہ مجھے آپ کی قوتوں اور صلاحیتوں کا پتا۔ میں آپ کے لئے ہدایت کیسے کر سکتا ہوں پیدا۔ نہ آپ ایک دوسرے کی ہدایت کر سکتے ہیں۔ ہدایت تو وہی دے سکتا ہے جس نے پیدا بھی کیا اور جو ہر وہ علم جس کا ہماری ذات سے تعلق ہے وہ جانتا ہے اسے۔ وہ علم رکھتا ہے۔ وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ یہاں بھی یہ کہا ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اطاعت کریں لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:۷۲) اس رب کی جو عالمین کا رب ہے۔ ہمارا بھی ربّ ہے۔ ہماری ربوبیت کے لئے جو اس نے سامان پیدا کئے اس کی طرف وہی راہنمائی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ، وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا میں جیسا کہ میں نے بتایا عربی لغت کے لحاظ سے تین پہلو پائے جاتے ہیں۔ زبان سے اعلان کرنا مذہبی ہدایت کے متعلق، عقائد کے متعلق دل میں اسی کے مطابق عقیدہ رکھنا اور اس کے مطابق اس کے عمل رکھنا۔ پھر آگے اس کی تشریح کر دی وَعَمِلَ صَالِحًا میں کہ اپنے ایمان کے مطابق اور لوگوں کی ضرورت اور ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق ان سے نیکی اور وعظ کی بات کرنا اور وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی (المائدة:۳) کے مطابق ان سے حسن سلوک کرنا اور ان سے تعلق کو قائم رکھنا۔ وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اور اپنا نمونہ ان کے سامنے رکھنا۔ کہنا کہ دیکھو میں نے اپنے ربّ کو پہچانا ہے۔ میں عرفان ذات وصفاتِ باری رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میرے دل میں صحیح عقیدہ محض اس کی رحمت سے راسخ ہوا۔ اس کے مطابق میں اعلان کر رہا ہوں اور وہ اتنا راسخ ہے کہ میرے جوارح میرے دل کے تابع ہو کر ہر وقت خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

اسی لئے دوسری جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الانعام:۱۶۳) کہ کامل اطاعت کرنی ہے۔ نماز ہے۔ دوسری قربانیاں ہیں۔ زندگی کا ہر پہلو ہے۔ موت کی ہر شکل ہے۔ یہ اللہ۔ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ کے لئے ہے یعنی

میری ہر حرکت اور میرا ہر سکون اس لئے ہے کہ میرا تعلّق ربوبیت رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے ساتھ قائم اور پختہ رہے کیونکہ اگر وہ تعلّق کٹ گیا تو پھر میں ہدایت نہیں پا سکتا اس کی طرف۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ اس کا کوئی شریک نہیں۔ توحید خالص پر میں قائم ہوں اور مجھے اسی امر کا حکم دیا گیا ہے اور میں مقدور بھر اطاعت کرتا ہوں۔ یہ عملی نمونہ ہے میرا۔ میرے پیچھے چلو۔ کہنے والا تو ایک ہی تھا، میرے پیچھے چلو' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کے منہ سے آپ کی حقیقت خدا تعالیٰ نے یہ بیان کی اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ (یونس:۱۶) جو وحیٔ الٰہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری اور نوع انسانی کی بھلائی کے لئے نازل ہوئی مَیں صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں اور تم؟ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ (اٰلِ عمران:۳۲) اگر تمہارے دل میں اللہ کی جو ربّ العالمین ہے، محبت ہے اور چاہتے ہو کہ وہ بھی تم سے پیار کرے فَاتَّبِعُوْنِيْ میری اتبّاع کرو۔ کس چیز میں اتباع کرو؟ وہی جو دوسری جگہ ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ میں صرف اس وحیٔ الٰہی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر اللہ نے نازل کی ہے اور تم میری اتباع کرتے ہوئے صرف اس وحی کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی اور اس کے علاوہ ہلاکت ہے۔ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (یونس:۱۶) یاد رکھو جو اس وحی کو چھوڑتا وہ اپنے لئے ہلاکت، ناکامی، بدامنی، خوف، بے اطمینانی کے سامان پیدا کرتا ہے اس زندگی میں بھی اور آخری زندگی میں، اخروی زندگی میں بھی۔

اس چھوٹی سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑا عظیم مضمون بیان کیا ہے۔ زبان دی ہے خدا نے (میں اب خلاصہ بیان کرنے لگا ہوں) بولنے کے لئے۔ ہر آدمی بولتا ہے۔ اچھی باتیں بھی کہتا ہے بری باتیں بھی کہتا ہے امن اور اطمینان پیدا کرنے کے لئے اپنے معاشرہ میں بھی اس کی زبان کام کر رہی ہے اور فساد کرنے کے لئے بھی اس کی زبان کام کر رہی ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے ہر دو کاموں کے لئے تو زبان نہیں دی۔ خدا تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ میں نے زبان دی۔ زبان کو آزادی دی لیکن اس آزادی اپنی مرضی سے میری اطاعت زبان کرے، انعام پالے گی۔ اگر یہ زبان مجھے چھوڑ کے دوری کی راہوں کو اور مہجوری کے رستوں کو اختیار کرنے والی ہوئی تو شیطان

کی گود میں چلی جائے گی۔ پھر میری رضا کی جنتیں اس انسان کے لئے نہیں جس کے منہ میں ایسی زبان ہے۔ میری رضا کی جنتیں تو اس انسان کے لئے ہیں جس کے مُنہ میں یہ زبان ہے مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا کہ جس سے بہتر زبان نہیں۔ اور وہ، وہ زبان ہے جس کا بیان اسلام (زبان سے اظہار ہو رہا ہے) جس کا عقیدہ اسلام (راسخ ہے دل کے اندر) جس کا عمل اسلام۔

دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے کہ اس آیت کریمہ کے مطابق ہماری زبان بھی اسلام ہو، ہمارا راسخ عقیدہ بھی اسلام ہو، ہمارے اعمال بھی اسلام ہوں اور ایک مسلم کی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کی رحمت کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر رہے۔ آمین

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)